مسیحیت میں تثلیث پر تشویش

از

حکیم مولوی سید سرفراز حسین فاضل لکھنؤ

اسلامی مشن

سنت نگر، لاہور

بسمِ اللہِ الرحمٰنِ الرحیمِ ط

مسیحیّت میں تثلیث پر تشویش

لِاَنَّ اللّٰہَ لَیْسَ اِلٰہَ تَشْوِیْشٍ بَلْ اِلٰہُ سَلاَمٍ

"کیونکہ خدا ابتری کا نہیں بلکہ امن کا بانی ہے۔"

(۱- کرنتھیوں باب ۱۴ فقرہ ۳۳)

درحقیقت قرآنِ کریم نے اس سچائی کو عام کر کے حق کا بول بالا کر دیا کہ توحید فی التثلیث یا تثلیث فی التوحید کا عقیدہ خود ساختہ ہے خدا ساختہ ہرگز نہیں ہے:-

لَقَدْ کَفَرَ الَّذِیْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ ط وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّآ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ ط وَاِنْ لَّمْ یَنْتَھُوْا عَمَّا یَقُوْلُوْنَ لَیَمَسَّنَّ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ اَفَلَا یَتُوْبُوْنَ اِلَی اللّٰہِ وَیَسْتَغْفِرُوْنَہٗ ط وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ مَا الْمَسِیْحُ ابْنُ مَرْیَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّہٗ صِدِّیْقَۃٌ ط کَانَا یَاْکُلٰنِ الطَّعَامَ ط اُنْظُرْ کَیْفَ نُبَیِّنُ لَھُمُ الْاٰیٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ ○

(پ ۶ رکوع ۱۴ سورۃ المائدہ آیت ۷۳ تا ۷۵)

ترجمہ: "وہ کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں سے ایک ہے اور کوئی اللہ نہیں ہے مگر ایک اللہ ہے اگر وہ اس بات کو جو کہتے ہیں نہ چھوڑیں گے تو اُن میں جو کافر ہیں دُکھ کا عذاب حاصل کریں گے وہ کیوں نہیں اللہ کی طرف توبہ کر کے گناہ بخشواتے؟ اور اللہ بخشندہ مہربان ہے مسیح اور کچھ نہیں مگر ایک رسول اُس سے پہلے بہت رسول گذر چکے اور اس کی ماں اور کچھ نہیں مگر صدیقہ وہ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے دیکھ، ہم اُن کے لیے کیسی نشانیاں بیان کرتے ہیں پھر دیکھ وہ کہاں اُلٹے جاتے ہیں۔"

(اردو قرآن مترجم رومن اردو پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی۔ ڈی مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۰۰ء صہ ۵۸ آیات ۷۷ تا ۷۹)

کیونکہ لفظ تثلیث (TRINITY) اور مسئلہ تثلیث مروجہ عہد نامہ قدیم اور جدید میں نہیں پایا جاتا۔ اس کے بارے میں پادری چودھری سام ایمن چوہان صاحب بی اے (آنرز) (پنجاب) بی۔ ٹی (کلکتہ) ٹی۔ پی۔ سی (پنجاب) شاہجہان پور (انڈیا) جن کا تعارف مسیحی مجلہ "ہما" کے مدیر صاحب یوں پیش کرتے ہیں وہ چودھری صاحب پختہ تالاب شاہجہان پور میں قیام پذیر ہیں اور انجیل جلیل کے ایک جید عالم اور کلمۃ اللہ کے ایک پرجوش مبلغ ہیں" (سہ ماہی "ہما" جبل پور انڈیا بابت جولائی۔ اکتوبر ۱۹۶۶ء صہ ۸۸) اپنے دعاوی "غیر متعصب و

غیر تنگ دل، بے طرف دار دبیلے لاگ اور کھرے مسیحی مبلغ" کے پیشِ نظریہ انکشاف فرماتے ہیں :۔

"اگرچہ "عہدِ عتیق" میں پاک "تثلیث" کا کوئی صاف وصریح اور واضح طور پر بیان نہیں ہُوا ہے۔ تس پر بھی اس میں کئی مختلف مقامات پر جو طرزِ کلام و بیان، پیرایۂ ادا، اور طریقِ اظہارِ خیال ذاتِ باری تعالیٰ کے لیے کام میں لائے گئے اور مستعمل ہوئے ہیں وہ سب در اصل اس بنیادی اور دقیع عقیدہ و مسئلہ "ثالوثِ" اقدس ہی کے ساتھ بطریقِ احسن ہم رائے ہم خیال اور ہم رنگ و ہم آہنگ ہیں بہر کیف یہ دقیع واہم اور بنیادی و اساسی عقیدہ و مسئلہ "ثالوثِ" اقدس عہد "جدید" ہی میں نہایت واضح وصریح طریق پر بیان ہُوا اور اس کی ایک علّتِ غائی و معقولیت ہے۔۔۔۔ بہ الفاظ دیگر اس مسئلہ و عقیدہ "تثلیث فی التوحید و توحید فی التثلیث" کا آغاز و ابتدا، اصل و بنیاد اور مبدا، و منبع محض قیاس و نظریہ اور تصور و خیال SPECULATION میں نہیں تھا بلکہ مشاہدہ تجربہ کاری۔۔۔ EXPERIENCE میں تھا اس کا شروع حواریّین سے ہُوا جو قطعی و کلّی طور پر مشاہدہ اور تجربہ کاری EXPERIENCE ہی کا اثر و ثمر انجام و ماحصل اور نتیجہ تھا سب سے پہلے تو وہ ایک شخص کو ملے پھر اُس ہی شخص کو پہلے تو انہوں نے بحیثیت استاد قبول کیا پھر بمنزلتِ مسیح موعود مانا اور پھر زیادہ تدریجاً (رفتہ رفتہ، آہستہ آہستہ اور درجہ بدرجہ) بحیثیت خداوند (عہدِ عتیق میں یونانی لفظ جو "یہواہ" کے لیے مستعمل ہُوا ہے) اور خدا

اور زندہ منجی و شفیع باور کیا اور اُس کے ساتھ ہی سے اُس پر ایمان لائے اور اُس کی خدمت کے لیے انہوں نے اپنے کو وقف کر دیا اور پھر ضروریات زندگی میں سے ایک ضروری چیز کی حیثیت سے وہ اس کی تبلیغ و تبشیر کو بھی نکلے اور گئے پر پھر بھی "تثلیث پاک کا کوئی صاف و صریح اور یا ضابطہ و باقاعدہ اصول، نظریہ یا مسئلہ اُن کے پاس نہ تھا"۔ (مسیحی سہ ماہی مجلہ "ہما"، جبل پور ایم۔پی۔انڈیا۔بابت جولائی اکتوبر ۶۶ء جلد ۲ شمارہ ۸۹ صفحہ ۷)

یہ بات بخوبی واضح و مبرہن ہو گئی ہے کہ لفظ تثلیث اور مسئلہ تثلیث کا وجود عہد نامہ عتیق میں ہرگز ہرگز نہیں پایا جاتا۔ "اگرچہ "عہدِ عتیق" میں پاک "تثلیث" کا کوئی صاف و صریح اور واضح طور پر بیان نہیں ہوا"۔ اس کے علاوہ یہ کہنا بھی حقیقت سے بعید ہے "مسئلہ "ثالوثِ" اقدس عہد "جدید"، ہی میں نہایت واضح و صریح طریق پر بیان ہوا"۔ جو یقیناً" بجائے خود ناقابلِ توجہ ہے۔ اس لئے کہ اگر عہد نامہ جدید میں مسئلہ تثلیث کسی نہ صورت میں پایا جاتا تو ضرور حوالہ لیکن اس کو سند کے طور پر پیش کر دینے اور پادری چودھری سام الیمن صاحب کو یہ تحقیقی بیان ہرگز نہ دینا پڑتا "وہ (حواری۔ ناقل) اُس کی تبلیغ و تبشیر کو بھی نکلے اور گئے پر پھر بھی "تثلیث"، پاک کا کوئی صاف و صریح اور با ضابطہ و باقاعدہ اصولی نظریہ یا مسئلہ اُن کے پاس نہ تھا"۔ لہٰذا مسئلہ تثلیث خود ساختہ و پرداختہ محض ہے اسی وجہ سے پادری چودھری

سام ایمن صاحب بڑی تاکید سے یاد دلاتے ہیں :-

درمت بھولئے اس زبردست حقیقت وصداقت کو۔ کہ مسیحی زندگی دراصل تجربہ سے شروع ہوئی نہ کہ اذغانی اصول سے۔ اس سے ہم کو دراصل یہ کہنا اور بتلانا مقصود ہے کہ مسیحیوں نے یہ معلوم کیا کہ مبارک یسوع مسیح حقیقی خدا تھے اور اس انکشاف واکتشاف میں وہ ایک نئی زندگی حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے۔ انہوں نے اپنے تجربہ میں "خداوند یسوع مسیح کے فضل، خدا باپ کی محبت، اور روح القدس کی شراکت" کو پوری طرح اور بطریق احسن سمجھا اور جانا اور جوں جوں وقت و زمانہ گذرتا گیا توں توں انہوں نے اس تجربہ کو رفتہ رفتہ اور تدریجاً جذب کر لیا۔ چنانچہ اندریں صورت حال دو سو تین سو سال تک تعریف و تصریح کی چنداں اور کسی طرح کی نہ تو حاجت ہی لاحق ہوئی اور نہ ہی اس کی کوئی کوشش ہی کی گئی۔ پر اتنے سال گذر جانے کے بعد سوالات اُٹھ کھڑے ہوئے اور غلط و باطل اور ناسخ العقیدہ تعلیم بھی دی جانے لگی پس اندریں صورت حال ایک صاف و صریح اور قطعی حکمی توضیح واظہار بیان کی اشد ضرورت البتہ لاحق ہوئی"

(مسیحی سہ ماہی مجلہ "ہما"، لکھنؤ بابت اکتوبر۔ دسمبر ۶۷ء جلد ۱ شمارہ ۲، ص ۵۹)

ظاہر و ثابت ہے کہ "مسئلہ تثلیث" غیر انجیلی اور غیر علمی ہے اور اس نظریہ کی تائید و تصدیق میں مروجہ عہد نامہ قدیم و جدید بھی خاموش ہے بلکہ یہ نظریہ تو حضرت مسیح علیہ السلام کے بہت بعد میں پیدا کیا گیا ہے اور لوگوں نے اپنے قیاسات و تجربات اور اغراضات و مشاہدات کو خدائی تعلیم مشہور کرنا شروع کر دیا جیسا کہ تحریر ہے :-

"ابتدائی مسیحی جب انجیل کی بشارت کے لیے دنیا میں نکلے تو وہ اس بات کا علم رکھتے تھے کہ اُن کے پاس ایک نیا الٰہی مکاشفہ موجود ہے ان کا یہ تجربہ تھا کہ "خدا مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کر رہا ہے" (۲- کرنتھ ۵: ۱۹- "مطلب یہ ہے کہ خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دُنیا کا میل ملاپ کر لیا اور اُن کی تقصیروں کو اُن کے ذمہ نہ لگایا اور اُس نے میل ملاپ کا پیغام ہمیں سونپ دیا ہے" تا قول) انہیں یہودی تعلیم دی گئی تھی اور اُن کا یہ عقیدہ تھا کہ خدا صرف ایک ہو سکتا ہے انھوں نے اس بات پر کبھی شک نہیں کیا لیکن مسیح میں انھیں ایک نیا تجربہ ہوتا ہے اور وہ یقین کرتے ہیں کہ مسیح میں انھوں نے خدا کا دیدار حاصل کیا . . . . . اس کے علاوہ ابتدائی مسیحیوں کے تجربے میں ایک اور بات نظر آتی ہے وہ محسوس کرتے ہیں کہ اپنے دورِ خدمت کے اختتام پر مسیح اُن سے جدا نہیں ہوا بلکہ جہاں کہیں وہ جاتے ہیں اسکی موجودگی

ہمیشہ اُن کے شامل حال رہتی ہے اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ انھیں روح القدس بخشے گا اور مسیحیوں نے اُس روح کو حاصل کیا اور روح کی موجودگی میں انھوں نے مسیح کے ساتھ اتصال

کا احساس کیا۔

اگرچہ ان ابتدائی مسیحیوں کا یہ پکا عقیدہ تھا کہ خدا صرف ایک ہے۔ اُن کا تجربہ ان کو مجبور کرتا ہے کہ مسیح کو اور روح القدس کو بھی خدا مانیں۔ اور اگرچہ نئے عہد نامے میں وہ اُن الفاظ کو استعمال نہیں کرتے جو بعد کے عقیدوں میں آئے ہیں تو بھی وہ اُن خیالات کو ظاہر کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جو عقیدوں میں موجود ہیں .... یہ سب ابتدائی شاگردوں کا تجربہ تھا اور اُن کے وقت سے مسیحی لوگ اس تجربے کی تصدیق کرتے آئے ہیں لیکن ہم اس کی تشریح کس طرح کر سکتے ہیں؟ قریب قریب یہ سب سے پہلا سوال تھا جس کا جواب کلیسیا کو دینا پڑا ..... تاہم مسیحیوں کی زندگی میں مسیح کے تجربہ نے انھیں مجبور کر دیا کہ وہ اس کی پرستش کریں لہٰذا یہ نظریہ اطمینان بخش ثابت نہ ہُوا کیوں کہ اس سے مسیحی تجربے کی توضیح نہ ہو سکی ... مسیحی لوگ باپ بیٹے اور روح القدس کی پرستش کرتے تھے لیکن اس سے بہتوں نے یہ خیال کیا کہ وہ تین خدا کی پرستش کرتے ہیں اُن کا خیال کہ تین خدا کی پرستش کرتے تھے غلط ہے بالکل بجا تھا

چنانچہ ان لوگوں نے کہنا شروع کیا خدا صرف ایک ہو سکتا ہے لیکن اس خدا نے اپنے آپ کو تین صورتوں میں ظاہر کیا عہد نامہ عتیق میں اس نے اپنے آپ کو باپ کی صورت میں ظاہر کیا عہد نامۂ جدید میں بیٹے کی صورت میں اور مسیحی تجربے میں روح القدس کی صورت میں۔ اگرچہ ہم خدا کو تین صورتوں میں جان سکتے ہیں تاہم اس کی ذات میں کوئی اندرونی امتیاز نہیں پایا جاتا جس طرح کہ ہم ایک ہی شخص کو بیک وقت بحیثیت استاد، شہری اور دوست جان سکتے ہیں ان تینوں صورتوں میں فرق ضرور پایا جاتا ہے لیکن وہ شخص ایک ہی فرد سمجھا جاتا ہے اس نظریے کی بہت سی باتیں تسلیم کرنے کے قابل ہوتی ہیں تاہم یہ نظریہ کل سچائیوں سے مطابقت نہیں رکھتا اگرچہ ہمارے خداوند کا یہ کہنا تھا کہ "میں اور باپ ایک ہیں" (یوحنا ۱۰: ۳۰) تاہم اُس نے ہمیشہ اپنے اور باپ کے درمیان امتیاز محسوس کیا اسی لیے وہ باپ سے دعا کرتا تھا اور کم از کم ایک مرتبہ اپنے اور باپ کے درمیان ارادہ کے امتیاز کا اقرار کرتا ہے "نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے"۔ (متی ۲۶ : ۳۹) ایک اور جگہ اُس نے اپنے اور روح القدس کے درمیان امتیاز قائم کیا جس کی نسبت اُس نے کہا کہ وہ "دوسرا مددگار" ہے (یوحنا ۱۶ : ۱۶) جسے وہ بھیجنے والا

تھا۔ پس یہ نظریہ اس صورت میں بھی انجیل کی تمام سچائیوں کو ثابت کرنے میں قاصر رہا اور کلیسیا نے واجبی طور پر اسے رد کیا ...... اس تعلیم کی مخالفت میں ایک نہایت خطرناک بدعت ظہور میں آئی جس سے کلیسیا کو دوچار ہونا پڑا۔ اس بدعت کو آریوسیئت (ARIAUISM) کہتے ہیں یہ بدعت آریوس (ARIUS) کے نام سے موسوم ہے جو اس نظریے کا حامی تھا آریوس نے امتیاز پر بڑا زور دیا اور کہا کہ چونکہ مسیح کو "بیٹا" کہا گیا "جو تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے"۔ (کلسیوں ۱:۱۵) لہٰذا باپ نے اُسے خلق کیا اور ایک وقت ایسا تھا جب وہ موجود نہ تھا۔ اس لیے مسیح مخلوق ہے الوہیت رکھتا تھا پر خدا نہیں تھا آریوس کی یہ بھی تعلیم تھی تجسّد کے وقت مسیح نے انسانی جسم اختیار کیا پر انسانی روح نہیں اختیار کی یہ مسئلہ سمجھنے میں تو کافی آسان معلوم ہوتا تھا مگر اس سے مسیحی مذہب کے برباد ہونے کا بڑا اندیشہ تھا کیونکہ مسیح دراصل نہ خدا رہتا نہ انسان، اور یوں خدا اور انسان کے درمیان حقیقی مصالحت کرنے والا نہیں بن سکتا مزید برآں اگر مسیح ایک مخلوق ہستی ہوتا اور آدمیوں اور فرشتوں سے کتنا ہی بالاتر کیوں نہ ہوتا اس کی پرستش کرنا ہمارے لیے گناہ ہوتا۔

اس بدعت کو ناجائز ٹھہرانے کے لیے چند ایسے الفاظ

اور محاورات کی ضرورت محسوس ہوئی جو کتاب مقدس میں نہیں پائے جاتے اور بہت سے لوگ ان کے استعمال کئے جانے پر کافی عرصہ تک رضامند نہ ہوئے کیونکہ زیادہ تر مسیحی صرف کتاب مقدس کے الفاظ استعمال کرنا پسند کرتے تھے لیکن اب یہ بات ضروری ثابت ہوئی کہ کتاب مقدس کے الفاظ کے علاوہ کچھ نئے الفاظ استعمال کئے جائیں جن سے یہ بدعتیں رد کی جاسکیں ..... جس وقت کلیسیا آریوسیت سے جنگ کر رہی تھی تو اسے ان تمام اصطلاحات سے کام لینا پڑا ..... اس طرح کلیسیا نے ان باتوں پر زور دیتے ہوئے جن کو مدّنظر رکھنا ضروری ہے اس مسئلے کو یوں پیش کیا خدا ایک ہے اور اس کے سوا کوئی دوسرا خدا نہیں لیکن اس واحد خدا کی ذات میں تین ازلی امتیازات ہیں جو ظاہری نہیں بلکہ حقیقی ہیں ..... بہر حال پاک تالوث کے تصوّر سے خدا کی ذات کو کسی حد تک سمجھنے میں یقیناً بڑی مدد ملتی ہے اس کے ارادے، اس کے خیالات، اس کی محبت، یہ سب اور زیادہ واضح ہو جاتے ہیں حق تو یہ ہے کہ اگر وہ واحد مطلق ہوتا تو ان باتوں کے حقیقی معنی کو تصوّر کرنا دشوار ہو جاتا۔ اُس حالت میں ایسا معلوم ہوتا گویا وہ اپنے وجود کو مکمل بنانے کے لیے کائنات کا محتاج

ہے۔۔۔۔۔۔ عہد نامہ عتیق کے لکھنے والے اکثر کلام اللہ کا ذکر پیدائش کے سلسلے میں کرتے ہیں اور اس کے علاوہ وہ الٰہی حکمت کا بھی ذکر کرتے ہیں اگرچہ عہد نامۂ عتیق میں امتیازِ اقانیم کا تصور نہیں پایا جاتا تاہم اس سے ہمارے خداوند کی نسبت صحیح تصورات مرتب کرنے میں مدد ملتی ہے یہ تمام خیالات لوگوس کے تصور پر مشتمل ہیں۔"

(مسیحی زندگی میں انجیل کا تجربہ از ریونڈ ایس۔ایچ۔چائلڈز مترجم اُردو کے ڈی۔ ڈبلیو آنند مطبوعہ دھلی ۱۹۵۴ء صفحہ ۲۵ تا ۳۷)

بہتر یہ ہے کہ درج بالا محوّلہ اقتباسات خود بتوجہ اصل کتاب میں پڑھ لیے جائیں تا کہ سمجھنے اور فیصلہ کرنے میں آسانی رہے لہٰذا مندرجہ ذیل تنقیحات ان اقتباسات سے مترشح ہے غور فرمائیں:۔

اوّل ۔ لفظ و نظریۂ تثلیث مرّوجہ عہد نامہ قدیم و جدید میں موجود نہیں ہے۔

دوم ۔ ابتدائی مسیحی اپنے مشاہدات و تجربات کے بعد مسئلہ تثلیث کے جنم دینے والے ہیں۔

سوم ۔ مسئلۂ تثلیث کو تقویت پہنچانے کے سلسلہ میں غیر الٰہی و غیر انجیلی الفاظ و اصطلاحات و محاورات بہت بعد میں گھڑے گئے۔ جن کا مرّوجہ عہد نامہ عتیق و جدید سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

چہارم ۔ خدا تعالیٰ واحد مطلق نہیں ہے۔

پنجم - مروّجہ عہد نامہ عتیق میں امتیازِ اقانیم کا تصوّر اگرچہ ہرگز نہیں پایا جاتا تاہم مختصر خاکہ خیالات و تصوّرات کا موجود ہے۔

جبکہ یہ حقیقت اظہر من الشمس ہو گئی ہے کہ خدائی تعلیمات اور حضرتِ مسیح علیہ السلام کے ارشادات کے مخالف نظریۂ تثلیث ہے اور صرف ابتدائی مسیحی اور حواریّین کے غیر الٰہی قیاسات و تصورات کی بنا پر مروّجہ بائبل سے الگ ہو کر تثلیث کا عقیدہ قائم کیا گیا ہے جو تین وجہ سے باطل محض ہے:-

اوّلاً - ابتدائی مسیحیوں اور حواریّین کے مشاہدات و تجربات اس لیے حجت نہیں بنائے جا سکتے کیونکہ لکھا ہے:-

"شاگرد اپنے استاد سے بڑا نہیں ہوتا اور نہ نوکر اپنے مالک سے۔ شاگرد کے لیے یہ کافی ہے کہ اپنے استاد کی مانند ہو اور نوکر کے لیے یہ کہ اپنے مالک کے مانند"

(متی کی انجیل باب ۱۰ فقرہ ۲۴-۲۵)

اس لیے شاگرد کے اقوال و ارشادات استاد کے احکامات کے مخالف و منافی نہ ہونا چاہییں اور "تثلیث فی التوحید" پر مروّجہ اناجیل سے آج تک تائید نہیں پیش کی جا سکی ہے۔

ثانیاً - ظاہر ہے کہ جب یہ عقیدۂ تثلیث عہد نامہ قدیم میں ہے اور نہ عہد نامہ جدید میں۔ تو یہ ایک بلا دلیل اضافی مسئلہ ہے جو بجائے خود محتاجِ ثبوت ہے حالانکہ یہ تنبیہہ کی گئی ہے:-

"اور اپنے سب خطوں میں ان باتوں کا ذکر کیا ہے جن میں
بعض باتیں ایسی ہیں جن کا سمجھنا مشکل ہے اور جاہل اور بے
قیام لوگ ان کے معنوں کو بھی اور صحیفوں کی طرح کھینچ تان
کر اپنے لیے ہلاکت پیدا کرتے ہیں"

(۲- پطرس باب ۳ فقری ۱۶)

مسئلۂ تثلیث کا حال بھی اس سے مختلف نہیں ہے ورنہ اتنی کھینچا تانی کے باوجود ضرور اثباتِ صداقت پیش کر دیئے جاتے اور یہی کچھ ابتدائی مسیحیوں نے کیا اور اپنے لیے ہلاکت پیدا کر لی۔

ثالثاً۔ حضرت مسیح علیہ السلام نے جو فرائض اپنے بارہ ۱۲ حواریوں کو سونپے تھے وہ یہ ہیں :-

"ان بارہ کو یسوعؑ نے بھیجا اور ان کو حکم دے کر کہا"

- غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔
- بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔
- اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے۔
- بیماروں کو اچھا کرنا۔ مردوں کو جلانا۔ کوڑھیوں کو پاک صاف کرنا۔ بدروحوں کو نکالنا تم نے مفت پایا مفت دینا۔
- نہ سونا اپنے کمربند میں رکھنا نہ چاندی نہ پیسے۔
- راستہ کے لیے نہ جھولی لینا نہ دو دو کرتے نہ جوتیاں نہ لاٹھی۔ کیونکہ مزدور اپنی خوراک کا حقدار ہے۔

- اور جس شہر یا گاؤں میں داخل ہو دریافت کرنا کہ اُس میں کون اچھا ہے اور جب تک وہاں سے روانہ نہ ہو اُسی کے ہاں رہنا۔
- اور گھر میں داخل ہوتے وقت اُسے دعائے خیر دینا۔
- اور اگر وہ گھر لائق ہو تو تمہارا سلام اُسے پہنچے اور اگر لائق نہ ہو تو تمہارا سلام تم پر پھر آئے۔
- اور اگر کوئی تم کو قبول نہ کرے اور تمہاری باتیں نہ سُنے تو اس گھر یا اُس شہر سے باہر نکلتے وقت اپنے پاؤں کی گرد جھاڑ دینا۔

(متی کی انجیل باب ۱۰ فقرہ ۵ تا ۱۴)

غور سے پڑھیے گا کہ ان مجوزہ فرائض میں یہ تاکید تو کی گئی "اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہی نزدیک آ گئی ہے"۔ لیکن یہ نہیں کہا کہ اپنے بے جا قیاسات اور ناقص تصورات کی تعلیم بھی دینا۔ مگر لوگوں نے انہی قیاسات کو ترجیح دی۔

سو مروجہ اناجیل کے پیش نظر یہ بخوبی واضح و ثابت ہے کہ "تثلیث فی التوحید" اور "توحید فی التثلیث" غیر از تعلیمات مسیح علیہ السلام اور الٰہی الہامات ہے اسی لیے خدا کے آخری کلام میں یہ نصیحت کی گئی ہے:۔

يَا أَهْلَ الْكِتَابِ لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ وَلَا تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلِمَتُهُ أَلْقَاهَا إِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوحٌ مِنْهُ ۖ فَآمِنُوا بِاللَّهِ وَرُسُلِهِ

وَلَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ ط اِنْتَهُوْا خَيْرًا لَّكُمْ اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ط سُبْحٰنَهٗ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَلَدٌ م لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ط وَكَفٰى بِاللّٰهِ وَكِيْلًا ٥

(پ ع٦ رکوع ع٣ سورۃ النسآء آیت ع١٧١)

ترجمہ: "اے اہلِ کتاب اپنے دین میں مبالغہ نہ کرو اور خدا کی نسبت صرف حق بات بولو مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کا رسول اور اس کا کلمہ ہے جسے اُس نے مریم کی طرف ڈالا تھا اور روح ہے اُس میں سے (یعنی خدا میں سے) پس تم اللہ پر اور اُس کے رسولوں پر ایمان لاؤ اور تین نہ کہو باز آؤ تمہارا بھلا ہوگا اللہ ایک ہے اس بات سے پاک ہے کہ اُس کے کوئی بیٹا ہو جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اُس کا ہے اور اللہ کارساز کافی ہے"

(اُردو قرآن مترجم رومن اردو پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی ڈی مطبوعہ لکھنؤ ١٩٠٠ء صـ٥١ آیت ع١٦٩)

بلاشبہ مسیح خدائے واحد کے قائل نہیں ہیں اسی لیے یہ ظاہر کیا گیا ہے۔ "حق تو یہ ہے کہ اگر وہ واحد مطلق ہوتا تو ان باتوں کے حقیقی معنی کو تصور کرنا دشوار ہو جاتا" (مسیحی زندگی میں انجیل کا تجربہ مطبوعہ دھلی صـ٣٤) سابقہ انبیاء علیہم السلام اور تعلیمات حضرت مسیح علیہ السلام کے خلاف عقیدۂ تثلیث

شاگردوں کے مشاہدات و تجربات پر استوار کیا اور نت نئے مسیحی حربے استعمال کیے جانے لگے۔ منطقی قلابازیاں، فلسفی موشگافیاں، مسیحی تضاد بیانیاں، کلیسیائی اصطلاح سازیاں اسی لیے اپنائی گئیں کہ کسی نہ کسی طرح اپنے قیاس کو تقویت پہنچائی جائے۔ قسم قسم کی خلافِ مروّجہ بائبل اصطلاحات اور محاورات کا سہارا لیا جانے لگا۔

مروّجہ عہد نامہ جدید کے بارے میں لکھنے کو تو لکھ دیا "مسئلہ ثالوث" اقدس عہد "جدید" ہی میں نہایت واضح و صریح طریق پر بیان ہوا" (مسیحی سہ ماہی مجلہ "ہما" جبل پور - ایم - پی بابت جولائی - اکتوبر ۱۹۶۶ء صہ۲۷) لیکن اس دعوے کی تائید میں مروّجہ عہد نامہ جدید کی تعلیمات کے بجائے ابتدائی مسیحیوں اور حواریین کے ذاتی مشاہدات و تجربات کو پیش کیا جاتا ہے اور اس کو بنیاد قرار دیتے ہیں جو یقیناً بے جا ہے حالانکہ تثلیث سے متعلق یہ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم قطعی نہیں ہے بلکہ یہ لوگوں کا اپنا خود ساختہ عقیدہ ہے یہی وجہ ہے کہ مروّجہ عہد نامہ جدید کے حوالے نہیں دئے جاتے ہاں! محققین کی تصنیفات بڑی جسارت سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ ہو:-

وویس ڈاکٹر کلااس رونیا (DR. KOALAS RUNIA)
کی ایک زبردست انگریزی تصنیف "I BELIEVE IN GOD"
(میں خدا پر ایمان رکھتا ہوں) سے یہ اقتباس ملاحظہ ہو کہ "بہت دیر پہلے اس کے کہ مسیحی کلیسیا نے اپنے ایمان و اعتقاد کے یقین و عقیدہ اور معتقدات کو چند لازم و مترادجہ عقائد میں مستحکم اور محفوظ

کیا عین یہی ایمان و اعتقاد، یقین و عقیدہ اور معتقدات مسیحی
کلیسیا کی عبادت و نماز (LITURGY) میں گائے گئے یا پڑھے
جا چکے تھے کلیسیا کی عبادت و نماز (LITURGY) میں
"تثلیثی" عقیدہ بہت دیر پہلے اس کے کہ وہ اذعانی اصول
(DOGMA - ناقل) میں استوار و مستحکم کیا گیا موجود تھا۔"

"LONG BEFORE THE CHRISTIAN CHURCH FIXED ITS FAITH IN CERTAIN BINDING-FORMULAS THIS VERY FAITH HAD BEEN SUNG OR CONFESSEDIN THE LITURGY. IN THE WORSHIP OF THE CHURCH THE TRINITARIAN FORMULA WAS PRESENT LONG BEFORE IT WAS FIXED IN THE TRINITARIAN DOGMA."

پس دیکھ لیجئے کہ وہ مسیحی زندگی کہ جس کا آغاز تجربے اور
تجربہ میں ہوا اس کے دینی مسیحی اعتقادات اپنے ابتدائی دور ہی سے
مسیحی نماز و عبادت (LITURGY) میں موجود و مستعمل رہے پیشتر
اس کے کہ ان کو مسیحی اذعانی اصول (DOGMA) میں محفوظ و
قائم رکھا گیا۔"

(مسیحی سہ ماہی مجلہ "الہام" لکھنؤ بابت اکتوبر۔ دسمبر ۶۷ء جلد ۱ شمارہ ۲)

ص۶۰، ص۶۱)

درج بالا اقتباس سے یہ ضرور ایک بار پھر ثابت ہو گیا کہ ابتدائی مسیحوں کے اعتقادات بالخصوص "تثلیث" کو کلیسیا نے اپنایا ہوا ہے اور یہ حقیقت واقعہ واضح کی جا چکی ہے کہ مروجہ اناجیل کی تعلیمات سے بالکل الگ لوگوں کے اپنے تجربات و مشاہدات کو دینی معتقدات کے طور پر پیش کرتے ہوئے تثلیث کے عقیدہ کو قائم کیا گیا وگرنہ درج بالا ڈاکٹر کلا آرنس مرونیک کے اقتباس کے بجائے مروجہ اناجیل کے حوالے سے عقیدۂ تثلیث کو مدلل کیا جاتا جو اس بات پر بخوبی دال ہے کہ عقیدہ تثلیث کو مروجہ اناجیل سے کوئی بھی نسبت نہیں ہے بلکہ لوگوں کے اپنے خود ساختہ عقائد ہی ہیں اس کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور ہمیں یہی ثابت کرنا مقصود ہے۔

مروجہ عہد نامہ قدیم میں تثلیث کے عقیدہ کے نہ ہونے کا اقرار ان الفاظ میں کیا گیا ہے "اگرچہ "عہد عتیق" میں پاک "تثلیث" کا کوئی صاف و صریح اور واضح طور پر بیان نہیں ہوا ہے" (مسیحی سہ ماہی مجلہ "ہما" جبل پور ایم۔پی بابت جولائی، اکتوبر ۱۹۶۷ء صفحہ ۴۷) اس سلسلہ میں جناب جے ایس ڈین صاحب لاہور نے یوں عقیدۂ تثلیث پر مروجہ عہد نامہ قدیم سے حسب ذیل حوالے پیش کئے ہیں:-

"لفظ تثلیث جس کا معقول مفہوم کتاب مقدس میں موجود ہے جس سے لفظ تثلیث ایجاد کیا گیا ہے وہ ازل سے ہے اگر ڈکشنری کو ملاحظہ کیا جائے تو لفظ تثلیث کے معنی تین کا گروپ یعنی باپ، بیٹا اور روح القدس ملے گا

جیسے یہواہ وٹنس والے نظر انداز کرتے ہیں بلکہ اپنی ہٹ دھرمی کے صرف غیر مناسب دلائل تثلیث کے خلاف پیش کرتے ہیں تثلیث ازل سے کتاب مقدس میں مفہوم ہو رہا ہے۔

(۱) پھر خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی شبیہہ کی مانند بنائیں وغیرہ (پیدائش ۱ : ۲۶)۔

(۲) سو آؤ ہم وہاں جا کر اُن کی زبان میں اختلاف ڈالیں تاکہ وہ ایک دوسرے کی بات سمجھ نہ سکے (پیدائش ۱۱ : ۷)

(۳) اور خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان نیک و بد کی پہچان میں ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا ہے اب کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ اپنا ہاتھ بڑھائے اور حیات کے درخت سے بھی کچھ لے کر کھائے اور ہمیشہ جیتا رہے (پیدائش ۳ : ۲۲)

دوہم یہواہ وٹنس والوں سے دریافت کرتے ہیں کہ لفظ ہم جو صیغہ جمع متکلم یعنی خدائے واحد کے لیے استعمال کیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے اس میں شک و شبہ کی بات نہیں ہے بہت سے مسیحی عالموں کا سو فیصدی درست خیال ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کے تین اقنوم یعنی باپ، بیٹے، اور روح القدس کی طرف اشارہ ہے آیت مذکورہ دوئم و سوئم بھی اس خیال کی تائید کر رہی ہے پس تثلیث ازلی ہے"

(مسیحی ماہنامہ "اخوت" لاہور جلد ۲۷ شمارہ ۱ بابت جولائی ۱۹۶۲ء)

صلہ کالم علا)

لفظ تثلیث کے خیال کی تائید میں مذکورہ بالا حوالے مروجہ عہد نامہ قدیم سے جو دکھلائے گئے ہیں وہ ان وجوہات کی بنا پر قطعی نامناسب دیے جا میں :۔

اوّل ۔ مروجہ اناجیل میں نہ ان کا کوئی ذکر ہے اور نہ تائیدی بیان ہے ۔

دوم ۔ شاگردوں نے بھی اپنی کتب میں بھی ان کے بارے میں اشارہ تک نہ کیا ۔

سوم ۔ ابتدائی مسیحیوں نے بھی اپنے مشاہدات و تجربات متعلقہ خودساختہ عقیدہ تثلیث کے سلسلہ میں بھی ان مذکورہ حوالوں کو ثبوت میں ہرگز نہیں پیش کیا ۔

چہارم ۔ مسیحی محقق علماء بھی ان مذکورہ بالا حوالوں کو تثلیث کی تائید میں متفقہ طور پر نہیں مانتے جیسا کہ پادری کینن سیل ڈی ڈی نے اپنی تفسیر میں تحقیقی طور پر تحریر کیا ہے جس کا ترجمہ مسٹر ای ۔ جوزف نے کیا تھا اور جس کو پادری ایچ ای کلارک بی اے ایل ایل بی آنریری سیکرٹری ایس ۔ پی ۔ سی ۔ کے بٹالہ (انڈیا) نے شائع کیا تھا اس میں سے اہل تحقیق و اہل ایمان کے استفادہ کے لیے لکھا جاتا ہے :۔

" خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت پر اور اپنی شبیہ بنا دیں [1] " ۔

---

[1] عبرانیوں کے روحانی مذہب کی رو سے آسمانی باپ اور دنیاوی باپ میں آسمان و زمین کا فرق ہے انسان خدا کی صورت پر پیدا ہوا اگرچہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲ پر ملاحظہ

یہاں ایک ایسے اعلیٰ اور بزرگ کام کا ذکر ہے جس سے گذشتہ تمام کاموں کا میلان ہے۔ جو اُس نے ان کو نر اور ناری پیدا کیا؛ کہانت کی دستاویز میں ایسی کوئی عبارت نہیں جس سے ظاہر ہو کہ دونوں ایک ہی وقت میں پیدا نہیں ہوئے اور اس لیے اس باب میں اور دوسرے باب میں اختلاف الذکر ہو گیا ہے اور جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس وجہ سے یہ ثابت ہے کہ پیدائش کی کتاب کا کاتب، کتاب کو مرتب کرتے وقت مختلف ذرائع کام میں لایا تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ نر اور ناری دونوں خدا کی مخلوق ہیں طرز بیانی پر نکتہ چینی کرنا کچھ معنی نہیں رکھتا الفاظ ہم صورت اور شبیہہ پر ذرا غور کریں لفظ ہم تین اور موقعوں پر استعمال ہوا ہے "وہ خداوند خدا نے کہا دیکھو انسان ہم میں سے ایک کی مانند ہو گیا" (پیدائش $\frac{3}{22}$) "وہ آؤ ہم اتریں اور ان کی زبان

نہیں گیا خدا کا بیٹا ہونا ایک قدرتی عمل نہیں ہے بلکہ فضل کا کام ہے عہد عتیق میں اسرائیل کو خدا کا بیٹا کہا گیا ہے اور یہواہ اُس کا باپ ہے جسے اُس نے بنایا (ہوشیع $\frac{11}{1}$ استثنا $\frac{32}{6}$) ایسے موقع پر بنانا یا پیدا کرنا جسمانی فعل نہیں ہے فضل کے کاموں کے طفیل اسرائیلی ایک قوم بنا اور اگرچہ (استثنا $\frac{14}{1}$) "وہ تم خداوند اپنے خدا کے فرزند ہو"، میں قومی ابنیت کا ذکر ہے نہ کہ شخصی ابنیت کا۔ تو بھی ہر اسرائیلی کا حق ہے کہ اپنے کو خدا کا بیٹا کہے۔ W.R SMITH, THE RELIGEON OF SEMITES P. 41

(بولی) میں تفرقہ ڈالیں" (پیدائش ۱۱/۷) "ہماری طرف سے کون جائے گا؟" (یسعیاہ ۶/۸) لفظ ہم پر لوگوں کی مختلف رائے ہے اور بعضوں نے اس کی ایسی تفسیر کی ہے جس سے یگانگت الٰہی میں ایک سے زیادہ ذاتوں کے ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور اس طرح یہ ایسی مشکل تعلیم بن گئی جس کے حل ہونے میں زمانے گذر گئے اور جو خلاف قیاس تعلیم مانی گئی۔ اکثروں نے یہ کہا کہ بادشاہ اپنے لیے جمع کا صیغہ استعمال کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہم نے یہ حکم دیا وغیرہ۔ یہ خیال بھی درست نہیں ہے اور اس لیے صحیح خیال یہ معلوم ہوتا ہے کہ خدا اگروہ آسمانی سے مخاطب ہوتا ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس کی حضوری میں فرشتے کھڑے رہتے ہیں "میں نے خداوند کو کرسی پر بیٹھے دیکھا اور آسمانی سارا لشکر اس کے آس پاس کھڑا تھا" (۱۔ سلاطین ۲۲/۱۹) "خدا کے تخت کے سامنے سرافیم پکارتے ہیں۔ قدوس۔ قدوس۔ قدوس رب الافواج ہے (یسعیاہ ۶/۱-۳) ایوب کے دوسرے باب میں آسمانی مجلس کا بیان ہے اور ۳۸/۷ میں لکھا ہے کہ جب زمین کی نیویں دھری گئیں تو "بنی اللہ (خدا کے سب بیٹے۔ ناقل) خوشی کے مارے للکارتے تھے"۔ اس لیے صحیح معنی یہ نکلتے ہیں کہ خدا نے فرشتوں کو جن کی ذات اور خصلت میں انسان کو بھی حصہ لینے کا موقعہ ملے گا[۱] اپنا ہم صحبت اور ہمراز دار بنایا۔

---

[۱] CAMBRIDGE BIBLE P. 19 اس کے دیکھو زبور ۸/۵ عبرانی ۲/۷ اور یہودی مفسرین کی بھی یہی رائے ہے۔

ہمیں یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ خدا ایک ہے لیکن وہ تنہائی میں قیام نہیں کرتا۔ فرشتے اُس کی خدمت کرتے ہیں۔ لیکن خلق کرنا اُس اکیلے کا کام تھا۔ "وہ خدا نے کہا آؤ ہم انسان کو اپنی صورت پر اپنی مانند بنا دیں۔" اگر صورت، مانند اور شبیہہ میں کچھ فرق ہو سکتا ہے (اگرچہ شک ہے) تو یہ ہے کہ انسانی خصلت خدا کی صورت پر بنائی گئی ہے۔ انسان میں ایسے نامعدوم ہونے والے اوصاف موجود ہیں جو کسی جانور میں نہیں ہیں اس کی خصلت اختیاری اور خود مختار ہے وہ خدا کی شبیہہ ہونے میں ترقی کر سکتا ہے یا پیچھے ہٹ سکتا ہے یہ شبیہہ کامل نہیں ہو سکتی لیکن وہ بڑھ سکتی ہے اور گھٹ بھی سکتی ہے بعض مفسرین کا یہ خیال ہے کہ ان الفاظ کے یہ معنی ہیں کہ انسان پاک[لہ] اور معصوم پیدا ہوا تھا۔ اور آدم کے نافرمان ہونے سے اُس میں سے خدا کی شبیہہ جاتی رہی۔ بعض یہودی اور عیسائی مفسرین کا خیال ہے کہ وہ اس نافرمانی سے حیوانی دنیا پر انسان کی حکومت جاتی رہی اور اس پر اس طرح حکومت نہیں کر سکتا جیسے خدا سب پر کرتا ہے عام طور پر اس کے یہ معنی لیے جا سکتے ہیں کہ انسان دیگر سانس لینے والے وجود

لہ کلسی ۳/۱۰ اس خیال کا اشارہ کہ آدم کے نافرمان ہونے سے انسان میں خدا کی شبیہہ بالکل ضائع نہیں ہوئی پیدائش ۹/۶ اور یعقوب ۳/۱۹ میں ملتا ہے۔

سے منفرق ہے وہ فعل خود مختار ہے اور اس کی اخلاقی ذمہ داری اور ل
سے مختلف ہے" اس فعل مختاری کے ساتھ پہلے کامل پاکیزگی
اور معصومیّت شامل تھیں اور اس لیے انسان اپنے پیدا کنندہ
کی طرح ہوشیار اور غیر فانی تھا اور اس میں پیش خیالی اور فعل مختاری
کی طاقت تھی نیز وہ پاک اور بے عیب تھا"

"SPEAKERS COMMENTARY, VOL-I, P. 36"
(پیدائش کی کتاب کی تفسیر مطبوعہ کرسچن نالج سوسائٹی پنجاب۔ بار اول
صفحہ ۱۲ تا ۱۵)

مذکورہ بالا تحقیقی تفسیر میں لفظ ہم اور صورت۔ مانند۔ شبیہہ کی توضیح و
تشریح میں مسیحی علماء کی مختلف آراء کو بیان کر کے صحیح تفسیر کی گئی ہے حسب
ذیل تفسیری آراء پر مزید غور فرمائیے گا جن کی تنقیح یوں ہے :۔

۱ لفظ ہم جمع کے صیغہ کے طور پر استعمال کیا ہے —— یہ خیال بھی
درست نہیں ہے۔

۲ لفظ ہم سے خدا گروہ آسمانی (فرشتوں) سے مخاطب ہوتا ہے۔
صحیح خیال یہ معلوم ہوتا ہے۔

۳ لفظ ہم کو اس لیے استعمال کیا ہے کہ خدا نے فرشتوں کو اپنا ہم
صحبت اور راز دار بنایا ہے چونکہ وہ تنہائی میں قیام نہیں کرتا ہے
مگر خلق کرنا اکیلے خدا کا کام تھا۔

۴ صورت سے یہ مراد ہے کہ انسانی خصلت خدا کی صورت پر بنائی

گئی ہے۔

عہ ۵ مانند سے یہ مراد ہے کہ انسان پاک اور معصوم پیدا کیا گیا تھا۔

عہ ۶ شبیہہ سے یہ مراد ہے کہ انسان اپنے پیدا کنندہ کی طرح ہوشیار اور غیر فانی تھا اور اپنے فعل میں خود مختار تھا۔

اس تشریح سے تو واضح و مبرہن ہے کہ لفظ ہم اور صورت، مانند، شبیہہ وغیرہ سے تو کسی طرح بھی خدا کی ذات میں کسی قسم کی شرکت غیر کو حاصل نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے ان کے علاوہ ایک تفسیر درج ذیل کی گئی ہے جس کو بجائے خود قیاس محض قرار دیا گیا ہے:۔

عہ ۷ "اور بعضوں نے اس کی ایسی تفسیر کی ہے جس سے یگانگت الٰہی میں ایک سے زیادہ ذاتوں کے ہونے کا خیال پیدا ہوتا ہے اور اس طرح یہ ایسی مشکل تعلیم بن گئی جس کے حل ہونے میں زمانے گذر گئے اور جو خلاف قیاس تعلیم مانی گئی"

بخوبی معلوم ہو کہ اس آخرالذکر قیاس ہی کو مسیحی دنیا میں نظریۂ تثلیث غیر الٰہی اور غیر انجیلی تعلیم ہونے کے باوجود زرخیز ذہنوں نے جنم دے دیا اور اپنے اس غلط عقیدۂ تثلیث کو انجیلی تعلیم سے بے سود مطابقت دینے لگ پڑے۔ حالانکہ خدا ترس محققین نے ہمیشہ لفظ تثلیث اور نظریۂ تثلیث کی بھرپور مذمت ہر زمانہ میں کی ہے اسی لیے خدا کے آخری کلام قرآن کریم میں لوگوں کے خود ساختہ عقیدۂ تثلیث اور نفسانی خواہشات کی پیروی سے منع کیا ہے:۔

قُلْ یٰٓاَھْلَ الْکِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِیْ دِیْنِکُمْ غَیْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ ○

(پ ۶ رکوع ۱۴ سورۃ المائدہ آیت ۷۷)

ترجمہ: "اے اہلِ کتاب تم اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور اُس قوم کے خیالات نہ مانو جو پہلے گمراہ ہو گئے اور بہتوں کو بہکا گئے اور آپ سیدھی راہ سے بہک گئے (یہاں مسیحی اسلاف کی طرف اشارہ ہے۔ جو حواریوں تک پہنچتا ہے۔ ناقل)"
(اُردو قرآن مترجم رومن اُردو پادری مولوی عماد الدین لاہز ڈی۔ ڈی مطبوعہ لکھنؤ سنہ ۱۹۰۰ء صفحہ ۵۸ آیت ۸۱)

بایں ہمہ یہ واضح ہو گیا ہے کہ لفظ تثلیث اور عقیدۂ تثلیث خود ساختہ محض ہے اور اسے خدائی تعلیم سے کوئی تعلق نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ آج مسیحی دنیا میں نظریۂ تثلیث پر کڑی ضرب پڑ رہی ہے اور مسیحی محققین اس سے منحرف ہوتے چلے جا رہے ہیں اور یوں قرآن کریم کی حقانیت و صداقت عام ہو رہی ہے۔

واچ ٹاور سوسائٹی یعنی یہواہ وٹنس کے نام سے ایک مسیحی ادارہ نے تثلیث کو "ایک بے دین بناوٹی کہانی" ثابت کیا ہے اور اس بارے دلائل مروجہ بائبل سے پیش کئے ہیں جو من وعن تحریر کیا جا رہا ہے جس کا بغور مطالعہ از بس ضروری ہے۔ وہ لکھتے ہیں:-

تثلیث الٰہی بھید ہے یا بے دین بناوٹی کہانی؟"

تثلیث ایک ایسا عقیدہ ہے جس پر دوسرے تمام عقیدوں کی بہ نسبت مسیحی دنیا کے مختلف فرقے (مشنیں) رومن کتھلک اور پروٹسٹنٹ دونوں متفق ہیں اس عقیدے کا انکار کرنے والے لوگ بڑی سختی سے پھٹکارے گئے ہیں اور برادری سے خارج کیے جا چکے ہیں کئی ایک پر یہاں تک سختی کی گئی تھی کہ انھیں زندہ ہی آگ میں بھون دیا گیا۔

کیتھلک انسائیکلوپیڈیا یہ کہتا ہے کہ "تثلیث ایک ایسا لفظ ہے جو مسیحی مذہب کے مرکزی اصول کو ظاہر کرنے کے لیے استعمال کیا گیا ہے ...... "باپ خدا ہے بیٹا خدا ہے اور روح القدس خدا ہے لیکن تس پر بھی وہ تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا ہیں"...... یہ شخصیتیں ازلیت اور درجہ میں برابر ہیں سب یکساں طور پر ناپید اور قادر مطلق ہیں"۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تین خدا ہوں اور پھر بھی وہ ایک خدا رہیں؟ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تین قادر مطلق ہوں؟ یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ تثلیث ایک الٰہی بھید ہے اس لیے یہ سمجھ سے بعید ہے یہ سچ ہے کہ کئی باتیں ایسی ہیں جو انسانی فہم سے باہر ہیں مثلاً خدا ہمیشہ سے کیسے رہا ہے اب خدا کی ہمیشگی کا یقین کرنا نہ صرف واجب ہے بلکہ کتاب مقدس کے موافق بھی ہے یہ حقیقت ہے کہ اس کے

برعکس کسی اور طرح کا خیال یا اعتقاد اور بہت سے سوالوں کو پیدا کر دے گا ہمیں تو یہ دیکھنا ہے کہ کیا تثلیث کا عقیدہ واجب اور کتاب مقدس کے موافق ہے یا نہیں؟

اس کی ابتداء

لفظ "تثلیث" بائبل میں ہرگز نہیں پایا جاتا پہلے پہل یہ دوسری صدی کے آخر میں مذہبی تحریروں میں گھس آیا تھا جب ۳۲۵ عیسوی میں کونسل آف نیس کے صدر بے دین قیصر کانسٹنٹائین نے اس عقیدے کی سرگرم پیروی کی تھی تو اس وقت یہ سرکاری مذہب کا اہم عقیدہ بن گیا تھا سیاسی وجوہات چاہے کچھ بھی ہوں اُن کو چھوڑ کر بھی تثلیث کے عقیدے کو رواج دینے میں کانسٹنٹائین کو خاص وقت پیش نہیں آئی تھی وجہ یہ تھی کہ یہ افلاطون کی ہر دلعزیز بے دین فیلسوفی کا ایک حصہ تھا اس عقیدے کو افلاطون نے شروع نہیں کیا تھا بلکہ اس کی ابتدا نمرود کے زمانے میں ہوئی تھی جو حام کا پوتا تھا اور جو "خداوند کے سامنے ایک شکاری سورما تھا" (پیدائش ۱۰ : ۹) اس نے اپنی ماں سمرامی سے شادی کی تھی اور بعد میں اہلِ بابل نے اُسے اور اس کی ماں جو اُس کی بیوی بھی تھی دونوں کو خدائی رتبہ دے دیا تھا۔ اس طرح سے اہل بابل دیوتاؤں کی تریمورتی کو مانتے تھے جس میں نمرود کو باپ اور بیٹے کا اور سمرامی کو ماں

کا درجہ حاصل تھا۔

مؤرخ ہسلپ کے مطابق "تثلیث کو دنیا کی قدیم قوموں میں عالمگیر مقبولیت حاصل تھی" ایبٹ کی ریلیجس ڈکشنری میں یہ لکھا ہے کہ "ترموِرتی ہندو مذہب میں بہت نمایاں ہے اور اس کی شناخت فارسیوں، مصریوں۔ جاپانیوں، ہندوستانیوں اور قدیم یونانیوں کے بناوٹی قصے کہانیوں میں سے ہوتی ہے"۔ ہندوستان میں غاروں میں پائے گئے مندروں میں سے ایک میں "ایک خدا تین صورتیں" کھدا ہوا تھا تاؤ ازم میں بھی دیوتاؤں کی ترموِرتی یعنی تثلیث کا عقیدہ پایا جاتا ہے اس کے بانی لاؤ تسی کو اس میں دوسرا درجہ حاصل ہے مہایانہ بدھی میں بھی تثلیث کو مانتے ہیں اُن کی تین دھڑ والی مورت "ترکیا" ہے بعض جاپانی تین سروں والی مورت سن پاؤ فیو کی بندگی کرتے ہیں ویدوں میں وو آگ کے تین سرے دیوتا" اگنی کا ذکر آتا ہے جو سورج۔ آگ اور برقی چمک میں مشتمل ہے۔

ہاکین کی کتاب "اوریجن اینڈ ایولیوشن آف ریلجن" کے صفحوں ۲۹۲ - ۳۰۷ میں مندرجہ ذیل تثلیثوں اور ان معبودوں کو دیا گیا ہے جن میں وہ مشتمل ہیں:-

مصری	سراپیس (باپ)	آئی سس (ماں)	حورس (بچہ)
اہل بابل	انو	اینلل	ایا
اہل فارس	ارمزد	اناہیتا	متھرا

ہندو	براہما	وشنو	شیوا
بدھی	بدھا	بدھی مست	گوتما
یونانی	زیوس	ایتھنی	اپالو
اسکینڈی نیوین	اودھین	تھور	فریے

کتابِ مقدّس اس کی حمایت نہیں کرتی

یہ سچ ہے کہ پاک صحیفے اکثر باپ بیٹے اور روح القدس کا اکٹھا ذکر کرتے ہیں لیکن ان کا اکٹھا ذکر یہ ثابت نہیں کرتا کہ وہ تینوں رتبے اور ازلیت میں یکساں اور برابر ہیں یہ اُن کی کامل یگانگت کی حالت کو روشن کرتا ہے بائبل میں صرف ایک ہی مقبول حوالہ ہے جسے تثلیث کو ثابت کرنے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے یہ حوالہ ۱- یوحنّا ۵: ۷ آیت ہے ورنیکلر ترجموں میں یہ حوالہ عموماً نہیں پایا جاتا "تین ہیں جو آسمان میں گواہی دیتے ہیں یعنی باپ، کلام اور روح القدس اور یہ تینوں ایک ہیں" اس حوالہ کو بائبل کے جدید معتبر ترجموں نے ناقص قرار دے کر خارج کر دیا ہے کیونکہ یہ الیگزینڈرین - سینی ایٹک - ویٹیکن جیسے معتبر مسوّدوں میں اور کتھلک ولگیٹ کے بہت سارے مسودوں میں ہرگز نہیں پایا جاتا۔ یہ حقیقت ہے کہ جب یوحنّا نے اپنے خط کو لکھا تھا تو اس کے ۱۴۰۰ سال کے بعد تک، یہ حوالہ کسی بھی یونانی مسودے میں

گھسنے نہیں پایا تھا۔

ایک اور حوالہ تثلیث کو ثابت کرنے کے لیے پیش کیا جاتا ہے وہ یوحنا ۱:۱ آیت ہے "ابتدا میں کلام تھا اور کلام خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا"۔ یہ حوالہ اپنے آپ میں تثلیث کو تو نہیں البتہ ثنویت یعنی دوئی کو ضرور ثابت کرتا ہے اس حوالہ کی یونانی عبارت یہ روشن کرتی ہے کہ پہلے لفظ "خدا" کے ساتھ حرف تعریف ہے اور بعد کے لفظ "خدا" کے ساتھ حرف تنکیر ہے یہ فرق ثابت کرتا ہے کہ دو علیحدہ علیحدہ شخصوں کا ذکر کیا گیا ہے جو ایک ساتھ رہتے ہیں اس کے علاوہ تثلیث کی حمایت میں یسوع کے اس بیان کو بھی پیش کیا جاتا ہے جو یوحنا ۱۰:۳۰ میں آتا ہے "میں اور میرا باپ ایک ہیں"۔ اس میں بھی تثلیث نہیں بلکہ ثنویت پائی جاتی ہے اس سے یسوع کا مقصد خدا کے برابر کے رتبہ کو نہیں بلکہ خدائی ارادوں میں اپنی یکدلی کو روشن کرنا تھا۔ اور یہ حقیقت اس کی دعا سے ظاہر ہے جو اس نے اپنے شاگردوں کے لیے کی تھی "تاکہ وہ سب ایک ہوں جس طرح اے باپ تو مجھ میں ہے اور میں تجھ میں ہوں وہ بھی ہم میں ہوں"۔

(یوحنا ۱۷: ۲۱)

"خدا جسم میں ظاہر ہوا" اسے بھی تثلیث کی حمایت میں اکثر پیش کیا جاتا ہے (۱۔تیمتھیس ۳: ۱۶) لیکن جدید ترجموں میں لفظ "خدا" کی جگہ "وہ جو" استعمال کیا گیا ہے اس سے ہماری یہ غلط فہمی

نزول ہو جاتی ہے۔ اور ہم جان جاتے ہیں کہ یہ یسوع مسیح کی طرف اشارہ کرتا ہے اس کے لیے آپ امریکن اسٹینڈرڈ ورشن۔ منٹ۔ گڈ سپیڈ۔ اور لاتھر کے ترجموں کا ملاحظہ کریں۔ تثلیث کو ماننے سے شش و پنج میں ڈالنے والے بہت سے سوال پیدا ہوتے ہیں مثلاً اگر باپ نے بیٹے کو پیدا کیا اور وہ ازلیت میں باپ کے برابر کے رتبہ میں تھا تو وہ "خدا کی خلقت کا مبدا" کیوں کہلاتا ہے اور کس طرح سے "تمام مخلوقات سے پہلے مولود ہے" جب کہ اس کے باپ کی بابت یہ کہا گیا ہے کہ وہ "ازل سے ابد تک ہے؟" (مکاشفہ ۳ : ۱۴۔ کلسیوں ۱ : ۱۵۔ زبور ۹۰ : ۲) اگر وہ رتبے اور قوت اور ابدیت میں خدا کے برابر ہے تو وہ یہ کیوں کہتا ہے کہ "میں اپنے آپ سے کچھ نہیں کر سکتا" اور پھر یہ کہ "میرا باپ مجھ سے بڑا ہے؟" یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک خدا ایک وقت دو گواہوں کا کام دے؟

(یوحنا ۵ : ۳۰، ۸ : ۱۷، ۱۴ : ۲۸)

تثلیث کا عقیدہ غیر موزوں ہے

بیٹے نے "دکھ اٹھا اٹھا کر فرمانبرداری سیکھی تھی" کس کی؟ اپنی؟ جب اس نے دعا کی تھی کہ "نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا تو چاہتا ہے" تو کیا اس کا مطلب یہ تھا کہ "نہ جیسا میں چاہتا ہوں بلکہ جیسا

میں چاہتا ہوں ؟" یہ کہنا تو بہت ہی بے معنی بات ہے جب وہ اپنے باپ سے یوں دعا گو تھا تو کیا وہ اپنے آپ سے باتیں کرتا تھا؟ "مسیح نے اپنی خوشی نہیں کی تھی" بلکہ خدا کو خوش کیا تھا۔ اگر مسیح بھی خدا ہے پھر تو اس نے اپنی خوشی کی تھی اُس نے ابلیس کو جواب دیا تھا کہ وہ صرف سچے خدا یہوواہ کی عبادت کرے گا۔ کیا اُس نے کبھی اپنے آپ کی عبادت کی تھی؟ متی ۴ : ۱۰ - ۲۶ : ۳۹ - رومیوں ۱۵ : ۱۲ - عبرانیوں ۵ : ۸ - اب روح القدس کو لے لیں آپ کے خیال میں یہ کیا ہے؟ اگر یہ شخصیت ہے تو کیا ایک شخص دوسروں پہ انڈھیلا جا سکتا ہے؟ کیا لوگوں کو ایک شخص کے ساتھ بپتسمہ دیا جا سکتا ہے؟ اگر یہ رتبے میں باپ اور بیٹے کے برابر ہے تو اس کا ذکر کم کیوں آتا ہے؟ ستفنس اور یوحنا نے صرف باپ اور بیٹے کو آسمانی رؤیا میں دیکھا تھا لیکن روح القدس کو کیوں نہیں دیکھا تھا؟ متی ۳ : ۱۱ - اعمال ۲ : ۱۷ - ۷ : ۵۵ - مکاشفہ ۵ : ۱ - ۶ -

آپ اسے ۱+۱+۱ = ۱
کیسے
یا
جمع
کریں گے؟ ۱+۱+۱ = ۳

خدا فرماتا ہے "آؤ ہم باہم محبت کریں" (یسعیاہ ۱ : ۱۸) تثلیث کے حامی اس بات کو مانتے ہیں کہ یہ عقیدہ "سمجھ

سے باہر ہے" کیوں؟ اس لیے کہ یہ خدا کی دانش پر مبنی
نہیں۔ مذکورہ بالا بیان بہت بڑی گواہی کا تھوڑا سا حصہ ہے
جو یہ ثابت کرتا ہے کہ تثلیث ایک بے دینی مسئلہ
ہے۔ لہٰذا آپ بائبل کی روشنی میں خدا سے ہمکلام ہوں
اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ بائبل یہ روشن کرتی ہے کہ
ایک ہی سچا خدا ہے۔ یعنی باپ جس کی طرف سے سب
چیزیں ہیں اور ایک ہی خداوند ہے یعنی یسوع مسیح جس کے
وسیلے سے سب چیزیں موجود ہوئیں (۱۔ کرنتھیوں ۸: ۶)
اور روح القدس (یونانی میں نیومہ۔ لفظی معنی ہوا) خدا کی
سرگرم قوت ہے جسے وہ اپنے پاک ارادوں کو پورا کرنے
کے لیے بھیجتا ہے۔ زکریاہ ۴: ۶"

(رسالہ "تثلیث" از واچ ٹاور سوسائٹی لاہور صفحات
۲ تا ۵)

اہلِ بائبل نے قرآنِ کریم کی تعلیم پر مہر صداقت ثبت کرتے ہوئے
آج یہ مروجہ بائبل کی روشنی میں مان لیا ہے "کہ تثلیث ایک بے
دینی مسئلہ ہے۔ اور فی الحقیقت "ایک ہی سچا خدا ہے"۔
جیسا کہ ابتدائی سطور میں یہ دکھلایا گیا ہے کہ لفظ تثلیث اور عقیدۂ تثلیث
خدائی تعلیمات اور قرآنی ارشادات نیز مروجہ بائبل کے فرمودات کے
قطعی خلاف یہ نظریہ ابتدائی مسیحوں اور شاگردوں کے اپنے ذاتی قیاسات

اور نفسانی کیفیات کے زیر اثر اپنایا گیا ہے جو بلاشبہ خود ساختہ تو ہے
مگر خدا ساختہ نہیں ہے اور آج مروّجہ بائبل کے محقق مسیحی علماء اور
جماعتیں اس نتیجہ پر مروّجہ بائبل کی روشنی میں پہنچ کر عقیدۂ تثلیث کی
تردید و تغلیط کی کھلے بندوں تشہیر کر رہی ہیں جو اہلِ ایمان کے لیے
موجبِ بصیرت ہے۔ دعا ہے کہ سعید روحیں راہِ حق پا کر منزلِ نجات
پر جا پہنچیں۔ آمین۔

"سب باتوں کو آزماؤ جو اچھی ہو اُسے پکڑے رہو"
(۱۔ تھسلنیکیوں باب ۵ فقرہ ۲۱)

(تعلیمی پریس لاہور)

مسیحیت میں تثلیث پر تشویش

اسلامی مشن، سنت نگر، لاہور